

شمس الاسلام

ماہنامہ

* بھیرہ (پاکستان) *

* * *

بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ

مطابق ماہ دسمبر ۱۹۵۵ء

☆

تحت ادارہ

علامہ حسین { امیر حزب الانتصار بھیرہ }
مدیر مسؤل { مولانا الحاج افتخار احمد اکوی }
(پاکستان) { تین روپہ سالانہ چندہ }

سالانہ چندہ

عوام سے ۳۱/-

طلبہ سے ۲۱/۸۶

۸/-

بیکار میٹھی مولانا الخ ظہور احمد صاحب سرقندہ

زیر پابندیت مولانا الحاج افتخار احمد صاحب بگوی امیر زبیر الانصار بھیرہ (پنجاب)

سالانہ چندہ

معاہدین سے ۵۱/-

غیر ممالک کے ۲۷/۱۰۰

۱۰/-

منجانب

جسٹس الانصار بھیرہ

اللہ کے دین کے مددگاروں کا گروہ

اغراض مقاصد { ۱) اندرونی و بیرونی حلوں سے اسلام کا تحفظ و اسلام -
 { ۲) اصلاح رسوم باتباع شریعت اسلامیہ، احیاء و اشاعت علوم دینیہ -
 طریق کار { ۱) جریدہ شمس السلام کا { ۲) دارالعلوم عزیز یہ جامع مسجد بھیرہ جو اپنے مختلف شعبوں کے ذریعہ اسلام کی بہترین
 خدمت انجام دے رہا ہے { ۳) مبلغین کے ذریعہ ملک کے طول و عرض میں سلامی زندگی بیکار میٹھی ہے -
 { ۴) عظیم الشان سالانہ کانفرنس { ۵) امیر حزب الانصار کا مبلغین کے ہمراہ سالانہ تبلیغی دورہ { ۶) مکتب خانہ { ۷) جامع مسجد بھیرہ
 کی مرمت -

جریدہ کے قواعد و ضوابط

۱) رسالہ ہر گزیری ماہ کی پانچ تاریخ کو یا بند ٹی وقت سے شائع ہوتا ہے مضافین ہر ماہ کی دستاویز کو وصول ہو چکا نہیں۔ مدیر کا مضمون
 نگار صاحبان کے لئے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ ہل ارکان حزب الانصار کے نام جریدہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ چندہ و کیفیت کم از کم
 چار آنہ ماہوار یا تین روپے سالانہ مقرر ہے۔ { ۲) عام سالانہ چندہ { ۳) معاہدین سے { ۴) طلبہ سے { ۵) نمونہ کار پر
 ہر کے ٹکٹ وصول ہونے پر بھیجا جاتا ہے۔ { ۶) رسالہ باقاعدہ جانچ پڑتال کے بعد بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے۔ بعض سال راستہ
 میں تلف ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں فریاد کی طرف سے ہمیشہ کی ۲۵ تاریخ تک اطلاع وصول ہونے پر سالانہ بارہ بھیجا
 جاتا ہے۔ اطلاع نہ ملنے کی صورت میں دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔ { ۷) جواب کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئے۔ { ۸) ہندوستان والے
 اپنا چندہ حاجی فضل الہی عبد الباقی صاحبان کمیشن ایجنٹس کے ذریعہ نواب مسجد شریٹ بمبئی (ہندوستان) کو بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں۔
 { ۹) بیرنگ ڈاک اور خطوط بیرنگ ہوں گے۔

جمیلہ خط و کتابت و ترسیل سہنام غلام حسین ایڈیٹر شمس السلام بھیرہ صاحب ہونی چاہئے۔
 دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ رقم ہونی علامت کے لئے ماہ کار پر بذریعہ وی پی آر سال ہوگا۔ جس
 لئے انورا جے بھنے کیلئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں۔ خریداری
 منظور نمونہ تو اطلاع دیں۔ خدا وی پی واپس فرما کر ایک سلامی ایٹے کو ناحق نقصان پہنچائیں۔ خط
 و کتابت کرتے وقت فریادی نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
 (غلام حسین منیجر سال شمس السلام)



جلد ۲۶	ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ	۱۹۵۵ء	شمارہ ۱۲
--------	-------------------	-------	----------

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صاحب مضمون	نمبر صفحہ
۱	بزم انصار	ادارہ	۳
۲	اصحابِ ہاجرین کے فضائل و مناقب	حساس کے قلم سے	۵
۳	مدینہ کے دو مسافر	مولانا سید معظم علی صاحب	۷
۴	شہنشاہانِ عالم کو نظر حقارت سے دیکھنے والے	• مانوڈ	۱۵
۵	غوثِ پاک سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی کی حیاتِ طیبہ کی ایک جھلک تفسیر آیت تمکین	حضرت مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی	۱۷

باہتمام غلام حسین ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر ثنائی برقی پریس سو گودھا
میں چھپکر دفترِ ہدایہ شمس الاسلام جامع مسجد بھیرہ سے شائع ہوا

بزم انصار و کوائف کارکردگی حزب الانصار بھیرہ

(ادارہ)

دارالعلوم عمر زریہ بھیرہ دریائے جہلم کے کنارے پر واقع ہے جس کی وجہ سے متعدد مرتبہ سیلاب سے دوچار ہونا پڑا۔ سیلابوں کی کثرت کی وجہ سے گرد و گھاج میں سیم پیدا ہو گئی ہے جس کا اثر باشندگان بھیرہ کی صحتوں پر پڑا۔ اس وقت کم و بیش ساٹھ ستر فی صدی افراد بلیریا میں مبتلا ہیں۔ اور بلیریا کا اثر دارالعلوم کے طلبہ پر بھی کس زور سے ہوا۔ اساتذہ اور طلبہ صاحب خواہش ہو گئے جس کی وجہ سے تعلیمی نظام محفل ہو گیا۔ ان حالات میں کارکنان نے فیصلہ کیا کہ دارالعلوم میں آٹھ روز کی تعطیلات کر دی جائیں تاکہ بچے اپنے اپنے گھروں کو جا کر آب و ہوا تبدیل کریں۔

بجملہ اللہ اس تجویز کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ طلبہ و اساتذہ ہیں۔ تعلیم شروع ہو چکی ہے۔ قارئین کرام سے التجا ہے کہ دعا کریں کہ اللہ کریم دارالعلوم کو آفات مادی و معنی سے محفوظ و مامون رکھے۔ اود یہ علم و عرفان کا چشمہ تا قیام قیامت آباد ہے۔

تملیک: حضرت مولانا افتخار احمد صاحب گجوی امیر حزب الانصار نے بہریت مولوی محمد عظیم صاحب مبلغ حزب الانصار چیمپیان ضلع گجرات بھر تھ چک ۱۳۶ ضلع لائل پور۔ بھر تھ ضلع شیخوپورہ کے اجلاسوں میں شرکت کی سالانہ تبلیغی دورہ کا پردگام مرتب کیا جا رہا ہے۔ اس وفد میں انشا واللہ العزیز حزب الانصار کے مبلغین کے علاوہ مہردان حزب الانصار علماء کی معیت حاصل ہوگی۔

انشاء اللہ العزیز آئندہ اشاعت میں مکمل پروگرام شائع کیا جائیگا۔
شمس الاسلام | مندرجہ ذیل حضرات نے شمس الاسلام کی سرپرستی قبول فرمائی جزاہم للہ احسن العجل۔
 محترم مولوی عبدالرشید صاحب چک ۱۵ شمالی۔
 محترم حافظ محمد الدین صاحب شیر محمد والہ
 محترم سید دین محمد شاہ صاحب (دسندھ)
 محترم حکیم محمد عبید اللہ صاحب پھلوان
 محترم مرید غوث صاحب بیڑی بٹیاں
 محترم عبدالملک صاحب مری
 محترم حضرت مولانا حکیم محبوب عالم صاحب ٹیکلا
 محترم خیا جہ محمد وارث صاحب لائل پور
 محترم مولوی محمد رمضان صاحب سنکفرہ
 عالیجناب خواجہ بنزادہ حمید اللہ خان صاحب علی زئی۔
 محترم محمدی عبدالرحیم صاحب تونسہ شریف
 محترم صوفی محمد حسین صاحب کراچی
 محترم ایم محمد بشیر صاحب کوٹ مومن
 محترم صوفی احمد یار صاحب چاودہ
 محترم عالی جناب خان بہادر مرزا خان صاحب موٹے زئی شریف۔
 محترم شیخ محمد زاکر صاحب تلم گنگ۔

اصحابِ حبرینؓ کے فضائل و مناقب قرآن مجید کی روشنی میں

(حساس کے قلم سے)

(۴) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میری بیماری کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کے لئے تشریف لائے۔ میں نے حضور سے درخواست کی کہ حضور میرے لئے دعا فرمائیں کہ خدا مجھے الٹے پاؤں نہ لوٹائے۔ اس درخواست پر حضور نے حسب ذیل دعا مانگی: ”اے خدا میرے اصحاب کی ہجرت کو مکمل کر دے، اور ان کو الٹے پاؤں نہ

لوٹانا“ (حدیث)

(۵) جن لوگوں نے ہجرت کی، اور اپنے وطن سے جدا کر کے میری راہ میں ستائے گئے۔ یا لڑے اور لڑکر مارے گئے، یقیناً قیامت کے دن ہم ان کی تمام برائیوں کو محو کر دیں گے۔ اور ان کو ایسے باغوں میں رہنے کے لئے جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ (قرآن مجید)

(۶) ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ کیا تم میری امت میں ان لوگوں سے واقف ہو جو قیامت کے دن سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے؟ وہ فقراءِ حبرین ہوں گے۔ قیامت کے دن یہ لوگ جنت کے دروازہ پر پہنچکر اس کو کہلوانا چاہیں گے۔ تو دربان سوال کرے گا، کہ کیا تمہارا

(۱) جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جان و مال کے ساتھ خدا کے راہ میں جہاد کیا، یقیناً ان لوگوں کا خدا کے یہاں بہت بلند مرتبہ ہے۔ حقیقتہً وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ ان کا پروردگار ان کو اپنی رضا مندی اور رحمت کا بغیر فانی تمغہ عنایت کرتا ہے۔ اور ایسے باغوں کی خوشخبری سناتا ہے۔ جن میں ہمیشہ ہمیش آسائش رہے گی۔ اور وہاں سے پھر نکلتا نہ پڑیگا۔

(قرآن مجید)

(۲) حضرت فاروق اعظمؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے بیان کیا کرتے تھے کہ اعمال کا دار و مدار نیت کے اوپر ہوتا ہے۔ لہذا جس نے ہجرت کی نیت دنیا کے لئے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لئے تو اس کا یہ فعل انہیں پیروں کے متعلق منظور ہوگا۔ اور جن لوگوں کی ہجرت محض اللہ و رسولؐ کے خوش کرنے اور ان کے حکم کی تعمیل کے لئے ہوگی اس کا شمار اللہ اور رسول کی خوشنودی میں منظور ہوگا۔ (حدیث)

(۳) جو لوگ ایمان لائے اور خدا کی راہ میں ہجرت و جہاد کے احکام بجالائے۔ یا جن لوگوں نے ہاجرین کو اپنے یہاں پناہ دی اور ان کی مدد کی، وہی لوگ ایک دوسرے کے دوست کہے جانے کے مستحق ہیں۔ (قرآن مجید)

وہ خوش ہو جائیں گے۔ (قرآن مجید)

(۱۰) جو لوگ ایمان لائے، اور ہجرت و جہاد کا فریضہ انجام دیا۔ ایسے لوگوں کے لئے خدا کی رحمت نازل ہوا کرتی ہے۔ (قرآن مجید)

(۱۱) مہاجرین و انصار میں سے وہ لوگ جنہوں نے اسلام میں سبقت کی، اور وہ لوگ جنہوں نے خلوص دل سے ان لوگوں کی پیروی کی۔ خدا ایسے لوگوں کو اپنی رضا مندی کا پروانہ عنایت کرتا ہے۔ اور خود وہ لوگ بھی اپنے پروردگار سے خوش ہیں۔ انہی لوگوں کے لئے جنت میں ایسے باغ تیار کرائے گئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ (قرآن مجید)

(۱۲) جو لوگ اپنے عزیز گھروں سے محض اس جرم کی بنا پر نکالے گئے، کہ وہ پروردگار کو اپنا رب بتاتے تھے۔ اور اللہ ایک کو دو سرے کے ہاتھ سے بچاتا نہ رہتا تو یہ سارے گرجے اور کلیسے اور دنیا بھر کے عبادت خانے اور مسجدیں جہاں خدا کا بکثرت نام لیا جاتا ہے، اگر کر زمین بوس ہو گئے ہوتے۔ (قرآن مجید)

(۱۳) مال غنیمت میں ان محتاج مہاجرین کا بھی حق ہے، جو اپنے محبوب وطن سے نکالے گئے۔

اور اپنی جائیدادوں سے محروم کر دیئے گئے۔ وہ لوگ خدا کے فضل اور اس کی رضا مندی کی تلاش میں ہر وقت سرگردان رہتے ہیں۔ اور اس کے رسول کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ (قرآن مجید)

(۱۴) ان مہاجرین کو جب ہم دنیا کی حکومت عطا کریں گے تو وہ ہماری نمازیں پڑھیں گے،

حساب و کتاب ہو چکا ہے؟ وہ لوگ جواب دیں گے، کہ ہمارا کس بات کا حساب کتاب کیا جاتا ہے، خدا کی راہ میں لڑتے لڑتے تو ہم لوگوں نے جانیں دیں۔ یہ سنتے ہی دربان دروازہ کھول دیگا۔ اور عام لوگوں کے داخلہ سے چالیس سال قبل یہ لوگ اس میں پہنچے پہنچے لگیں گے۔ (حدیث)

(۱۵) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا بیان یہ ہے، کہ ایک دن ہم لوگ صبح صادق کے وقت آنحضرتؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا، کہ قیامت کے دن میری امت کے کچھ لوگ ایسے ہوں گے۔ جن کے چہرے آفتاب کی مثل چمکتے ہوں گے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں، کہ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ حضورؐ وہ کون لوگ ہونگے؟ ارشاد فرمایا، یہ لوگ فقراء مہاجرین ہوں گے۔ اور یہ وہ لوگ ہوں گے جن کے ذریعہ سے مصیبتوں سے تحفظ کیا جاتا ہے۔ اور یہ اپنی تمنائیں اور حسرتیں دل میں لئے ہوئے اس جہان سے اٹھ جانا گوارا کرتے ہیں۔ (حدیث)

(۱۶) جن لوگوں نے کافروں کے مظالم سے عاجز آکر خدا کی راہ میں ہجرت کی، ان کو ہم اس دنیا ہی میں بہت بلند مقام عنایت کریں گے۔ اور آخرت کا اجر تو اس سے بھی بڑا ہوگا۔ (قرآن مجید)

(۱۷) اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے مہاجرین و انصار پر اپنا بہت ہی فضل و کرم نازل کیا جو بھی نوش فرمایا۔ ان کے متعلق خدا کا وعدہ ہے، کہ وہ ان کو بہترین رزق عنایت کرے گا۔ اور ایسی جگہ رہنے کے لئے عطا کرے گا جہاں جا کر

مدینہ کے دو مسافر

(از جناب مولانا سید معظم علی صاحب)

نقش دلپذیر قائم کرنے پر مامور کیا تھا۔ اور یہ سب فدا اور شیدا تھے، اس نور مجسم کے جو واسطہ تھا، حق اور خلق کے درمیان جو قاصد تھا خدا اور بندے کے مابین۔ یعنی ان بندوں کو فخر تھا، کہ وہ مدنی آقا اور کی فاتح کے غلام ہیں۔ اور ان ہی کی غلامی میں رہ کر اپنی موت و زیست کے ساتھ پیار کرتے ہیں۔

۱۳ برس تو صبر کے ساتھ جس طرح بنا گزارے گئے۔ مگر جب کافروں کے ظلم و جور کی انتہا ہو چکی، اور مکہ اور مکہ کی ساری آبادی مظالم کی روز افزوں فراوانی کا حال دیکھ کر چیخ

سُلمہ نبوت کی آخری گھڑیاں طے ہو رہی تھیں۔ مکہ اور مکہ کی ساری آبادی چند بیکس بے بس انسانوں کا خون چوس لینے کے لئے اس طرح بے قراری کے ساتھ کروٹیں کر وٹیں بدل رہی تھیں، جیسے ماہی بے آب۔ ظلم و جور کا بازار گرم تھا۔ ہر گھر سے المناک صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ یہ کون تھے اور کیوں ان کے ساتھ یہ سلوک کیا جا رہا تھا؟ اس کے لئے ہماری نجس قلم میں اتنی جرأت نہیں کہ ہم ان کا باوجود اس قدر جذبہ احترام کے نام بھی لے سکیں۔ مختصراً یوں سمجھیے، کہ یہ لوگ وہ تھے خالق کائنات کے چند بندے، جن کو فساد ارض مٹانے اور حکومت باطل کو فنا کر کے دنیا والوں کے سامنے اپنی خالقیت و مالکیت کا

میں مجھے اپنی رفاقت سے مسرور کیا، جب خدا کی ساری خدائی میرے ساتھ بدسلوکی کے لئے میرا گھر گھیر چکی تھی۔ (حدیث)

(۱۷) جو شخص کسی مہاجر کی مدد کرتا ہے، یا سفر ہجرت کا سامان ہتیا کرتا ہے، وہ وہوں قیامت کے روز خدا کی رحمت سے اس طرح سرفراز ہونگے جس طرح بچہ اپنی ماں کا دودھ پیکر گھلایاں بھرنے لگتا ہے۔ (حدیث)

بقیہ ص ۶: زکوٰۃ دیں گے اور لوگوں کو اچھے کام کا حکم دیں گے۔ برے کاموں سے روکتے رہیں گے۔ (قرآن مجید)

(۱۵) میرے ساتھ ہجرت کرنے اور میری روش پر چلنے والے قیامت کے دن ساری امت کے لوگوں سے ممتاز حیثیت میں دیکھے جائیں گے۔ (حدیث)

(۱۶) آئے لوگو! ابو بکرؓ کو برا نہ کہو۔ انہوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب ساری دنیا میری تکذیب پر آمادہ تھی۔ اور اس آٹے وقت

ہے۔ اور ایک مرتبہ سائے گھریں اپنے وجود کا نور پھیلا کر ایک نوجوان کو مخاطب کر کے کہتا ہے: اے علیؑ! دیکھو، یہ چیز فلاں کی، اور یہ چیز فلاں کی ہے۔ یہ اس کو دینا، اور یہ اس کو دینا۔ ہر ایک امانت رکھنے والے کی چیز نام بنام بتا کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالہ کر رہے ہیں۔

فردار رہنا، دیکھو عنقریب دشمن اس گھر میں کو دے دئے ہیں۔ ان کا ارادہ ہے کہ ایک دم مجھ پر میرے بستر ہی پر حملہ کر دیں۔ حق تعالیٰ کی نشاء یہ ہے کہ وہ پہلی ہی نظر میں میرا بستر خالی دیکھ کر میرا اس جگہ موجود نہ ہونا، سمجھ کر میرا تعاقب نہ کریں۔ اس لئے تم میری کبلی اوڑھ کر میرے بستر پر سو جاؤ۔ جان نثار نبی، ہاشمی خاندان کا چمکتا ہوا ستارہ نوجوان بہادر، ابوطالب کا بیٹا، شیر خدا ایک دم بلا پس و پیش تعمیل حکم کے لئے ایسا تیار ہوا کہ باید و شاید۔ اور پھر یہی نہیں کہ حکم کی تعمیل میں صرف لیٹ ہی رہا ہو، بلکہ سویا، اور بڑے اطمینان کی نیند سویا۔ اس کی خبر ہے کہ دشمنوں کا غول آنے والا ہے، اس کی اطلاع ہے کہ وہ ایک دم حملہ کر دیں گے۔

گر واہ رے اللہ کے عطا کہ تلواروں کی دھاروں میں ایسے چین کی نیند سو رہا ہے، جس کا نقشہ خود اپنی زبان سے اس کے بعد یوں کھینچا کرتے تھے، ہجرت کی رات بتر نبی پر ایسے اطمینان کی نیند آتی۔ کہ نہ اس سے پہلے کبھی آئی تھی۔ نہ اس کے بعد کبھی آئی۔

آپ سمجھتے ہیں، یہ کیا بات ہے؟ سچ پوچھتے ہو

اٹھی۔ تو مالک نے حکم دیا، کہ اچھا اب تم لوگ اپنے متاع ایمان کو لیکر یہاں سے مدینہ چلے آؤ۔

اس حکم کے ملتے ہی چھپ چھپ کر قافلہ روانہ ہونے لگے۔ یہاں تک کہ مکہ کے بیشتر مسلمانوں نے مکہ خالی کر دیا۔ کفار کو جوں ہی یہ معلوم ہوا، دنگ رہ گئے۔ اور مکمل ارادہ کر لیا، کہ اس نور مجسم کو جس کی جوتیوں کا تحفہ مسلمان اپنی عزت سے زیادہ بیش قیمت خیال کرتے ہیں، تنہائی اور یاروں کی غیبت میں شہید کر دیں۔ کافروں کے اس منصوبے کی اطلاع حضرت حق جل مجدہ نے اپنے حبیب کو دی۔ اور اسی کے ساتھ بتایا کہ آج ہی کی رات ان بے وقوفوں نے اس کام کے لئے طے کی۔ اور یقیناً یہ لوگ آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیں گے۔ لہذا آپ بھی اپنے خدا کی خدائی کا تماشا دکھا دیجئے۔

..... یعنی یوں ہو کہ یہ سب بھی موجود ہوں، اور ان کا پرہ اور پولیس بھی قائم ہو۔ اور آپ رات کی تاریکی میں ان کی آنکھوں میں خاک جھونک کر اپنے انصار کے پاس مدینہ تشریف لے جائیے۔

عین اسی زمانہ میں ایک رات جبکہ بنو عبد المطلب کا گھرانہ شمع نبوت کی ضیا پاشی سے جگمگ کر رہا تھا، ایک فقیر صورت بزرگ غضب کی آن بان کے ساتھ اپنے نورانی مصلے سے اٹھتا

تو معاملہ یہ ہے ، ہجرت کی رات سے پہلے اور ہجرت کی رات کے بعد نہ تو بنی اور بنی بھی سید الانبیاء کا بستر سونے کو ملا۔ اور کبیلی اوڑھنے والی۔ پھر ایسے چین کی نیند نصیب ہوتی تو کیونکر ہوتی۔

اصل بات یہ ہے ، کہ حق تعالیٰ بھی اپنی یونیورسٹی کے طلباء کا امتحان لیتا ہے۔ ان میں سے ایک ابو طالب کا تو جوان نو نہال ہے۔ جب ابو طالب کے بچہ نے نبی پر جان نثاری کا امتحان دیا ، بلکہ بے خوف و غطر اپنی جان کو خطرات میں ڈال دیا۔ اعلیٰ غیر حاصل کر لئے تو اللہ تعالیٰ نے انعام عطا فرمایا ، کہ بنی اور بنی بھی رحمت حبیب اور حبیب بھی محبوب ترین غلامان ، کل کائنات سے افضل و اشرف ، ان کا بستر سونے کے لئے اور کبیلی اوڑھنے کے لئے عطا فرمائی۔ کس کی قیمت جو سردار اولین و آخرین کی کبیلی اوڑھے اور بستر پر بلا تکلف سوتے۔

امانتوں کے سپرد کرنے اور ضروری ہدایات کے دینے میں اتنی دیر لگی کہ دارالندوہ سے چلا ہوا مشتعل نوجوانوں کا گروہ معہ اپنی برہنہ تلواروں کے کا شائد نبوی کے چاروں طرف آ مسلط ہوا۔ دروازہ پر اڑ دھام ہے۔ حضرت نبی کریم علیہ التہیۃ والتسلیم نے حضرت جبرئیل سے فرمایا ، ہمارے باہر نکلنے سے پہلے ہی دشمنوں نے محاصرہ کر لیا۔ وحی الہی کا نزول ہوا۔ جبرئیل کی زبانی اپنے محبوب و حبیب کی تسلی کرائی گئی۔ فرمایا گیا ، ایک مٹھی خاک اس مشتعل گروہ پر پھینک دو۔ اور ان کے بیچ میں

ہو کر نکل جاؤ۔ ذات الہی پر بھروسہ کرنے والے اللہ کے سچے بنی نے حسب ہدایت خداوند ہی ایک مٹھی خاک کی محاصرہ کر لینے والوں کے سروں پر ڈالی۔ اب ان کے بیچ میں سے ہو کر نکل گئے۔

اور کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔ شاید کہ آیت وَمَا سَمِیْتَا اِنَّ سَمِیْتًا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَآءُ مَا اٰسٰی واقعہ کے متعلق نازل ہوئی ہو۔

آپ دیکھ رہے ہیں ، کہ اللہ تعالیٰ جو قادر علی الاطلاق اور مالک بالاختیار ہے۔ جس نے تیرہ برس تک مکہ کے دشمنوں کی یورش میں آپ کی حفاظت کی ، وہ اب بھی اس پر قدرت رکھتا ہے ، کہ آن کی آن میں آپ کے سارے ہی دشمنوں کو آپ کا ایسا گروہ ویدہ اور جان نثار غلام بنا دے ، جیسا کہ خطاب کے بیٹے نون کے پیارے عمرثا کو بنا کر اپنی قدرت کا تماشا دکھا چکا ہے۔ یا سارے دشمنوں کو ایک دم میں ایسا ہی ختم کر دے ، جیسا کہ قوم لوط ، عاد و ثمود کو ہلاک کر کے اپنی سلطنت و قوت کا کتنی ہی بار مظاہرہ کر چکا ہے۔ اس کو اس کی بھی قدرت ہے ، کہ ان دونوں میں سے کچھ بھی نہ کرے۔ اور اپنے حبیب و محبوب کی حفاظت ان کے بیچ میں رکھتے ہوئے ایسی ہی کرے جیسا کہ حضرت موسیٰ کی فرعون کے محل میں کی ہے۔

برحال حکم الہی کے ماتحت نبی الانبیاء سردار دو جان فخر بنی آدم باحث تخلیق عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات کے اندھیرے میں عزیز و اقربا ، دوست و احباب ،

گھربار اور سب سے زیادہ پیادہ اور عزیز ترین نعمت قربت بیت اللہ کو الوداع کہا۔ دشمنوں کے سروں پر ایک مٹھی خاک کی ڈالی۔ اور ان کے درمیان سے ہوتے ہوئے کاشانہ نبوت سے باہر آئے۔ ایک نوجوان جان نثار کو اپنے بستر پر سلایا ہے۔ اور اب ایک سن رسیدہ دوست کے دروازہ پر جا دستک دی۔

یہ ابو قحافہ کے بیٹے، ملک عرب کے مشہور تاجر ابو بکرؓ معلوم ہوتے ہیں۔

پہلے ہی آواز کے سنتے ہی باہر آئے، وحی الہی کی خبر پاتے ہی محبوب کبریا کے چرکاب ہو گئے۔ مکہ شہر کے کچھ ہر فاصلہ پر پہنچ کر اس جہان دیدہ تجربہ کار نے دست بستہ عرض کیا۔

دشمنوں کا گردہ جب آپ کو بستر پر نہ پائیگا تو اس پاس کے مقامات پر ابھی جستجو کرے گا۔ کیا عجب ہے، کہ ان کے کچھ لوگ اس طرف بھی نکل آئیں۔

بات بہت تجربہ کی اور دور اندیشی کی عرض کی۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال مبارک میں آگئی۔ فرمایا، پھر کیا کرنا چاہئے؟ عرض کیا، یہاں سے قریب ایک غار ہے۔ جو غالباً صدیوں سے خالی پڑا ہے۔ شاید ہی کبھی کوئی انسان اس میں گیا ہو۔ حضور اس میں تشریف رکھیں۔ صبح ہو چکی ہے۔ دن میں ان کے حالات معلوم کر کے پھر رات کو سفر کیا جائے۔ رفیق ہمدم کی یہ صائب رائے پسند آگئی۔ اور غارِ ثور کی طرف رخ کیا۔

غار کے کنارہ پر پہنچ کر سرورِ عالم فر بنی آدم نے قدم اٹھایا تھا، کہ غار میں داخل ہوں، مگر جان نثار ابو بکرؓ نے فوراً پیک کر دامنِ تمام لیا۔ عرض کی، حضور کچھ دیر تو وقف فرمائیں۔ پہلے میں اس میں داخل ہو کر اس کا معائنہ کر لوں۔ مبادا کہ اس میں کوئی جانور ہو، اور حضور اقدس کو کوئی چشم زخم پہنچے۔ ہمارا یقین ہے، کہ اللہ کا سچا نبی کبھی اور کسی مقام پر خوف زدہ نہیں ہو سکتا۔ اور ایسے نبی رحمت سے تو یہ بات بہت ہی دور از قیاس ہے۔ کہ اپنی راحت کے لئے دوسرے کی جان کو خطرہ میں ڈالنا گوارہ کرے۔ مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس عزیز ترین دوست کو بھی اس کا موقعہ دیا، کہ وہ جان نثار کی پرچہ تیار کر کے فضل الہی کا انعام پائے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر غار میں داخل ہو گئے۔ وہ صدیوں سے خالی پڑا ہوا غارِ خس و خاشاک، گرد و خراب اور نہ معلوم کس کس قسم کی آلائشوں سے بھرا ہوا تھا۔ اسے جھاڑا صاف کیا۔ اس میں بہت سے سوراخ تھے۔ اپنی چادر پھاڑ پھاڑ کر ان سوراخوں کو بند کیا، کہ کہیں ان میں سے کوئی زہریلا جانور برآمد ہو کر محبوب خدا کی تکلیف کا باعث نہ بن جائے۔ چادر ختم ہو گئی، اور ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ تو اس جان نثار نے اس سوراخ پر اپنے پیر کی ایڑی یا انگوٹھا لگا دیا۔ اور اب محبوب ترین کائنات کو اندر بلایا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنی جان کو خطرہ میں

ڈال کر محبت نبی کا ثبوت پیش کیا۔ تو حق تعالیٰ کو یہ ادا پسند آگئی۔ امتحان کا پرچہ نہایت اعلیٰ نمبروں کا ہو نیکی وجہ سے فوراً انعام ملا۔

حضرت علیؑ نے آج ہی رات اپنی جان خطرہ میں ڈال دی تو محبوب الہی کا بستر سوسے کو اور کبیلی اڈھٹنے کو ملی۔ حضرت ابو بکرؓ نے اپنی جان کی پرواہ نہ کی۔ تو آپ کو معلوم ہے کہ فضل الہی نے آپ کو کیا کچھ نوازا؟ اپنے حبیب و محبوب کا سر ہی ابو بکر کی گود میں پہنچا دیا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تشریف لائے تو ابو بکرؓ کی دان پر سر مبارک رکھ کر محوِ آرام ہو گئے۔

حضرت ابو بکرؓ کا امتحان ابھی ختم نہیں ہوا۔
سچ جن کے تہے ہیں سوا انکو سوا مشکل ہے۔

محبت نبی کا دو سرا پرچہ آگیا۔ جس پیر کی دان پر غرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک ہے، اسی پیر کی ایڑی سوراخ کو بند کئے ہوئے ہے۔ ادھر تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی تکان سے ذرا سوتے ہیں، کہ ادھر حضرت ابو بکرؓ کے اسی پیر میں اسی سوراخ سے کسی سخت زہریلے جانور نے ڈس لیا۔ اور اس کے ڈستے ہی اس کا قاتل زہر ابو بکر کے جسم میں سرایت کر گیا۔ جسم لرز گیا۔ مگر کیا ممکن کہ پیر کو جنبش ہو جائے؟ پیر کی حرکت تو ابو بکر کے قبضہ کی چیز تھی، نہ ہونے دی۔ مگر شدت تکلیف سے آنکھوں کے آنسو نہ رک سکے۔ دو ایک قطرے ٹپک ہی پڑے۔

اے ابو بکرؓ! مبارک ہیں آپ کی آنکھیں، کہ ان کے آنسوؤں کے قطرے کہاں گرے؟ سرکارِ دو عالم محبوبِ کبریا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر!

آنکھ کھل گئی، شدت تکلیف کا اثر چہرہ پر نمایاں پا کر فرمایا: یہ خیر ہے ابو بکر! کیا ہوا؟ عرض کیا، اسی پیر میں کسی زہریلے جانور نے ڈس لیا۔

اب دنیا کے قسمت وہ آئیں، اور حضرت ابو بکر کی بلندِ قمتی پر رشک کریں۔ جب حضرت ابو بکر نے محبت نبی کا یہ اہم ترین پرچہ بھی اس طرح حل کر لیا۔ تو رحمتِ حق کو جوشن آگیا۔

اے ابو بکر صدیق! یہ آپ ہی کی قسمت اور اس کی بلند سی ہے، کہ رحمت الہی اس طرح متوجہ ہے۔ ایسا رتبہ شاید ہی کسی کو ملا ہو۔ محبوب رب العالمین کا دست مبارک ہے، اور آپ کا پیر ہے۔

ایں سعادت بزرگ بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت ابو بکرؓ کی یہ آواز سنتے ہی رحمتِ عالم اور رحمت الہی کے نمونہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا برکت والا لعاب دہن اپنے دست مبارک سے ابو بکر کے پیر پر لگا دیا۔ سمیت کا جس قدر تکلیف تھی، ایک دم جاتی رہی۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں کو نیچا نہ ہونے دیا۔ ان میں سے کسی ایک آدمہ نے کہا بھی، کہ احتیاطاً اس غار میں بھی دیکھ لیا جائے۔ تو حق تعالیٰ شاید انہیں کے ساتھیوں سے یہ بھی کہلا دیا، کہ اتنی مدت کا خالی پڑا ہوا غار بھلا انسان کا کیا جگرہ ہے کہ اس میں کوئی داخل ہو؟ یہی آپس میں کہہ سکر آدمہ ادمہ دیکھ بھال کر وہ تلاش کرنے والے واپس ہو گئے۔

تین شبانہ روز سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام اسی غار میں رہا۔ مکہ کے دشمن چاروں طرف تلاش و جستجو میں پھرتے پھرتے تھک گئے۔ بہت سے تو سست ہو کر بیٹھ گئے، کہ چلو جانے بھی دو۔ ہمارے شہر سے تو گئے۔ اور کچھ انعام کے لالچی اب بھی تلاش میں لگے ہیں۔ ان تین شبانہ روز تک ابو بکر صدیق کے بیٹے رات کے اندھیرے میں کھانا دودھ وغیرہ پہنچا آتے۔ رازداری کی خدمت انہوں نے بھی کافی طور پر انجام دی۔ جمعی تو خاتمہ ان کا بھی بالآخر ایمان پر ہوا۔

تین شبانہ روز کے بعد حضرت ابو بکرؓ کا مشورہ یہ ہوا کہ رات کو اہل نثنی پر سفر کیا جائے۔ اور دن کو کسی محفوظ مقام پر آرام کیا جائے۔

منزل مقصود پہلے سے متعین تھی۔ یثرب پہنچا ہے۔ تقریباً تین سو میل کا سفر طے کرنا ہے۔ اور دشمنوں کا کشاکش ہر وقت لگا ہے۔

روشنی ہو گئی، سوچ پڑھ آیا۔ دن پھیل گیا۔ تلاش و جستجو میں پھرنے والا دشمنوں کا ایک دستہ ادمہ بھی آنکلا۔ ان کے پیروں کی آہٹ ان کے بولنے کی آوازیں غار میں پہنچ رہی ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے جن کو اس بات کا خطرہ لگا ہوا تھا، اس خیال سے کہ کہیں دشمنوں کی نظر سرکارِ دو عالم پر نہ پڑ جائے، گھبراہٹ کے لہجہ میں عرض کیا، دشمن تو سر پر آ گئے۔

اے یار وفادار! تیری محبت اور جان

نثاری کے پرچے ایسے معمولی نہیں ہیں کہ حضرت موسیٰ کی طرح کہلایا جائے، خدا میرے ساتھ ہے۔ نہیں نہیں! آپ نے وہ خدمت انجام دی ہے، وہ خلوص و محبت کا ثبوت دیا ہے، کہ رحمتِ عالم آج آپ کو اپنے سے جدا نہیں کر سکتے۔ تسلی کے لہجہ میں فرماتے ہیں، کیوں گھبراتا ہے؟ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ حق تعالیٰ شائد کی قدردانی قابلِ ملاحظہ ہے۔ کہ اپنے محبوب کے دل سے نکلے ہوئے فقرہ کو ایسا پسند فرمایا، کہ اپنے کلامِ کریم کا جزو بنالیا۔ جو ہمتی دنیا تک دنیا کے سامنے رہے گا۔

حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں۔ دشمن تلاش کرتے کرتے غار کے کنارہ پر بھی پہنچے۔ اور اتنا قریب کہ ہم ان کی آوازیں تو سن ہی رہے تھے۔ ان کے پیر بھی ہمدی آنکھیں دیکھ رہی تھیں۔ اگر حق تعالیٰ اپنے حبیب و محبوب کی حفاظت نہ فرماتا۔ اور وہ لوگ ذرا اپنے ہی قدموں کی طرف نہ دیکھتے، تو ہم دونوں سامنے تھے۔ مگر

کی قدر ہوتی ہوگی ؟

اے عزیزو! یہ پوچھنے کی بات نہیں۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت ابو بکر کے اس قسم کے جذبات محبت کی قدر دانی ہی تو ہے۔ کہ پس مردن بھی دونوں کا ساتھ نہ چھوٹا۔

سفر جاری ہی تھا، کہ بھوک کی شدت محسوس ہوئی۔ رفیق سفر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چاروں طرف نظر دھڑائی۔ تو کچھ فاصلہ پر ایک دیہاتی عورت کے پاس ایک بکری بندھی ہوئی دکھائی دی۔ آپ نے اونٹنی کا رخ اسی طرف کر دیا۔ اس عورت کے قریب پہنچ کر حضرت ابو بکر نے اس عورت سے فرمایا کہ کچھ دودھ کی ضرورت ہے۔ اس عورت نے کہا، دودھ والی بکریوں کا ریوڑ یہاں سے بہت دور ہے۔ وہ پرے گئی ہوئی ہیں۔ اور یہ بکری اتنی بڑھیا ہو گئی ہے کہ اس سے چلا بھی نہیں جاتا۔ اس کے تھمنوں کا دودھ عرصہ ہوا کہ خشک ہو چکا ہے۔ محبوب رب العالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی سے اترے، اور فرمایا۔ اگر تو اجازت دے تو ہم اس بکری سے دودھ نکال لیں۔ اس عورت نے تعجب آمیز لہجہ میں کہا، یہ دودھ دیتی ہی نہیں۔ اگر آپ نکال سکتے ہیں تو نکال لیں۔ حضور اقدس روحی فداء صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری کی پشت پر دست مبارک پھیرا۔ اور رفیق سفر حضرت ابو بکر نے اس بکری کو دہا۔ تو دونوں مسافروں نے سیر ہو کر پیا۔

حضرت ابو بکر کی اونٹنی ہے۔ اس پر فقر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہیں۔ اور حضرت ابو بکرؓ نکیل تھامے سفر کر رہے ہیں۔ مگر جو ش جان نثار کا یہ عالم ہے، محبت نبی کے جذبہ کی یہ کیفیت ہے، کہ حضرت ابو بکر کو ایک طرف پیچیں نہیں۔ ابھی نکیل ہاتھ میں ہے۔ آگے آگے جا رہے ہیں۔ کہ ایک دم نکیل چھوڑ دی۔ اور اونٹنی کے پیچھے پیچھے ہو گئے۔ ابھی اونٹنی کے داہنے جانب چل رہے ہیں، کہ گھبراتے ہوئے تیز رفتار قدموں سے ایک دم بائیں طرف آگئے۔ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے حضرت ابو بکرؓ کی اس انداز رفتار کو دیکھ کر اور پھرے کی گھبراہٹ محانتہ فرما کر ارشاد فرمایا، اے ابو بکر کیا حال ہے؟ کبھی ادھر کبھی اُدھر۔ عرض کیا، حضور دل کے جذبہ سے مجبور ہوں۔ یہ خیال تو برابر لگا ہوا ہے، کہ دشمن ابھی تکھے نہیں۔ فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ تلاش و جستجو برابر جاری ہے۔ اس خیال کے ہوتے ہوئے کبھی دل میں گنڈا ہوتا ہے، کہ مبادا دشمن پیچھے کی جانب سے حملہ نہ کر دے تو ابو بکر دوڑ کر پیچھے کی جانب آ جاتا ہے، کہ دشمن کے حملہ کی زد ابو بکر ہی بنے۔ کبھی دل میں گزرتا ہے، دشمن داہنی طرف سے نہ ٹوٹ پڑے تو ابو بکر داہنی طرف آ جاتا ہے۔ غرض کہ اسی خیال سے ہر چار طرف دوڑ دوڑ کر ابو بکر آ جاتے ہیں۔ رحمت عالم صلعم اپنے جان نثار کے والہانہ جذبات کا محانتہ فرما رہے ہیں۔

کیوں؟ کچھ آپ کے دل میں بھی اس جذبہ

الشُّكْرُ عَلَيْنَا۔

مفسور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لاتے ہی یثرب کا نام بدل گیا۔ اب ہر ایک کی زبان پر مدینۃ النبی دارالہجرت خود بخود آپ ہی جاری ہو گیا۔ وہ دن ہے۔ اور آج کا دن جسکے قیامت تک کے لئے یہ شہر مدینہ طیبہ کے نام سے موسوم ہو گیا۔ شرفہ اللہ تعالیٰ۔ آج مدینہ طیبہ کے ہر فرد کا دلی جذبہ یہ ہے، کہ اللہ کے حبیب، محبوب کبریا کی میربانی اور حمایت کی دولت ہمیں ہی نصیب ہو۔ رحمت عالم کو یہ فکر ہے کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو۔ اس لئے میربانی کی دولت قسمت پر چھوڑ دی گئی کہ جہاں اونٹنی بیٹھ جائے۔ قدرت کی ذرہ نوازی دیکھئے کہ اپنے حبیب و محبوب کی میربانی اور اسکی دولت ابوالیوب انصاری کی قسمت میں کھ رکھی تھی، کہ حضرت نبی کریم علیہ السّلام کی سواری انہیں کے دروازہ پر بیٹھی +

اور اس عودت کے پاس جتنے برتن تھے سب دودھ سے بھر گئے۔

کھسے روانگی کے فوراً ہی بعد تمام ملک میں اس کی شہرت ہو گئی۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھسے روانہ ہو چکے ہیں۔ یثرب میں بھی یہ خبر پہنچ چکی تھی۔ اور یثرب کے لوگ جو نصرت بنی کا وعدہ کر کے انصار کے معزز لقب سے مشہور ہوئے، وہ سب پشت پر راہ تھے۔ رودا انتظار تھا۔ شہر سے باہر نکل کر کھسے آنے والے راستہ پر دوپہر تک انتظار کرتے تھے۔

ایک روز یہ یثرب والے محنت انتظار پوری کر کے شہر کو واپس جاتے تھے، کہ کسی یہودی نے سرکارِ دو عالم صلعم کی سواری دور سے دیکھ لی۔ نبوت کے نور نے آنکھوں کو خیرہ کر دیا۔

وہ چیخ اٹھا، لے اہل یثرب! جس کے انتظار سے تم تنک کر واپس جاتے ہو، وہ مبارک سوار آگیا۔ پھر کیا تھا، یثرب والے پلٹ پڑے۔ سائے شہر میں شہرت ہو گئی۔ اللہ کا آخری نبی ہمائے شہر میں آگیا۔ گھروں سے عورت مرد، بوڑھے جوان اور بچے سب کے سب شہر سے دوڑ پڑے۔

یثرب والوں کے لئے کیسے جشن و طرب کا دن تھا کہ محبوب رب العالمین سردار کل انبیاء تاجدارِ دو عالم فخر بنی آدم سید الاولین والآخرین ان کے یہاں تشریف لائے ہیں۔ اور دوچار دن کے لئے نہیں، بلکہ ہمیشہ کے لئے آرہے ہیں۔ اس جوشِ مست میں یثرب کی لڑکیاں تک کہ رہی تھیں :-

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَاتِ الْأَدْلَعِ وَجَبَ

لَقِيَتْهُ صَفْهَةٌ ۱۶

م جس نے موت سے بندوں پر غلبہ دکھایا۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمد اللہ کے رسول ہیں :-
اس کے بعد تین باد کسا :-
”اللہ ، اللہ ، اللہ“
یہاں تک کہ خاموش ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ
سَااجِدُونَ + (داخود)

سے پہلے دینار ختم ہو جاتے ہیں۔ حکم تھا کہ رات کو وسیع و ستر خوان بچھے۔ خود محفلوں کیساتھ کھانا تناول فرماتے۔ غریبوں اور کمزوروں کی ہم نشینی فرماتے۔ طلباء کی باتوں کو برداشت فرماتے۔ اتنا دل کھول کر ملتے کہ ہر شخص یہ سمجھتا کہ اس سے بڑھ کر کوئی حضرت کا مقرب نہیں۔ اور نہ حضرت کی نظریں اس کے زیادہ کوئی مغرور ہو۔ راتھیوں میں جو غیر حاضر ہوتا اس کا حال دریافت فرماتا۔ تعلقات کا پڑا پاس اور لحاظ تھا۔ غلطیوں اور کوتاہیوں کو درگزر کرتے۔ اگر کوئی کسی بات پر قسم کھا لیتا تو اسکو مان لیتے۔ اور اگر حقیقت حال سو واقف ہوتے تو اسکو چھپا لیتے تاکہ قسم کھانے والا خفیف اور شرمندہ نہ ہو۔ جب بانار جاتے تو لوگوں کیلئے دعا و استغفار و شفاعت میں مشغول رہتے۔ لوگوں کی تکلیف دیکھ کر رو پڑتے۔ فطری شوق میں کہ لوگوں کی مدد کریں یہ بھی نہ دیکھتے کہ لوگوں کے پاس کتنا کچھ ہے، جو کچھ اپنے پاس ہوتا وہ دیتے رہتے۔

عالم اسلام میں دینی ذوق و شوق کی کئی کچھ کرکڑھٹے تھے، کہتے تھے، یہ کمزوری کسی ایک کی کوشش سودور نہیں ہو سکتی۔

سب کو مل کر اسکے شانے کی جد و جہد کرنی چاہئے۔ چنانچہ ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ ”اے زمین کے باشندو! آؤ جوگڑ ہمارے اسکو مضبوط کر دیں، جو ٹھہر گیا ہمارے اسکو بھر سے نادیں۔ یہ ایک کام نہیں ہے۔ سب مل کر یہ کام کریں۔ اے سورج! اے چاند! تم سب آؤ“

جب دنیا کی خدمت کرتے ہوئے یہ اعتدال کی راہ بتائی کہ ”دینا ہاتھ میں کھنی جائز، جیب میں رکھنی جائز، کسی چھٹی نیچے اسکو جمع رکھنا جائز، باقی قلب میں رکھنا جائز نہیں۔ دروازہ پر اسکو کھڑا ہونا جائز، دروازہ کو آگے گھسانا جائز ہے، نہ تیرے لئے عزت ہے۔“

حضرت غوث پاک کی اہمیت اسلئے بھی بہت ہے کہ اسوقت

موجود ہیں جتنے سلاسل تاریخ میں سب آپسے جا کر مل جاتے ہیں

حضرت غوث پاک کا انتقال ۱۰۰۰ برس کی عمر میں ۱۰۰۰ کو ہوا۔

آپ کے ماحزادہ نے آپ کی وفات کا حال یوں بیان کیا ہے کہ

جب کہ پیر علی الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ کے ماحزادہ شیخ عبدالوہاب عرض کیا، کچھ وصیت فرمائی جائے تاکہ آپ کے بعد اپر عمل کروں۔ آفرمایا کہ ”اللہ سے ڈرتے رہو، اسکے سوا کسی سے نہ ڈرو۔ اور نہ اس کے سوا کسی سے امید رکھو اچھا اپنی تمام ضروریات اللہ سے پیرد کرو۔ صرف اسی پر بھروسہ کرو۔ اسی سے مانگو۔ تو حیر اختیار کرو۔ توحید پر سب کا اتحاد ہے۔ جب اللہ خدا کیساتھ ہو جاتا ہے تو کوئی چیز اس سے چھوٹی نہیں۔“ پھر ماحزادوں سے فرمایا کہ ”میرے پاس سے ہٹ جا میں ظاہر میں تمہارے پاس ہوں، باطن میں دو سروں۔ پاس ہوں۔ فرشتے حاضر ہیں۔ ان کے لئے جگہ دو۔“ آفر بار بار فرماتے کہ ”اللہ تعالیٰ مجھ کو اور تم کو معاہد کرے۔ تم پر سلام ہو۔ اے ملک الموت! مجھے کسی کی پرمانہ نہ میرے کارساز نے مجھے بہت کچھ دے رکھا ہے۔“ جب رات کو انتقال ہوا، ایک چیخ ماری۔ اور کہا کہ ”کی طرف رجوع کرو۔ مجھے کسی پر قیاس نہ کرو اور نہ کسی کو مجھ پر۔“

ماہزادہ نے تکلیف کا حال پوچھا۔ فرمایا ”نہ پوچھو میں علم آتی میں پلٹے کھار ہا ہوں اللہ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے۔ جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ میرے اعضاء تکلیف دے رہے ہیں۔ لیکن دل خدا کے ساتھ ہے۔“

اس کے بعد فرمایا کہ میں اس خدا سے مدد چاہتا ہوں جس کے سر کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ ہے، اسے موت کا اندیشہ نہیں۔ پاک ہے وہ۔

(باقی صفحہ ۱۷ پر دیکھیں)